بنڈہ آچے میں چند روز

ڈاکٹر انس فرحان قاضی

بلڈوزر نے گندے پانی کے جوہڑ سے ملبہ نکال کر ہمارے سامنے لا پھینکا۔ میں اس بلڈوزر کی تصویر لینا چاہتا تھا۔ چند قدم آگے بڑھا تو شدید بدبو میری ناک سے آٹکرائی حالانکہ میں نے ناک پر ماسک چڑھا رکھا تھا۔ ناگواری کے احساس کے ساتھ میں نے اس ملبے پر نظر دوڑائی جو ابھی میرے سامنے ڈالا گیا تھا۔ کچھ سیمنٹ، کچھ اینٹیں، کچھ لکڑیاں اور کچھ گلی سڑی سی چیز ایک ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے غور سے دیکھا تو یہ تین انسانوں کی لاشیں تھیں اور ان سے ناقابلِ برداشت حد تک بدبو اٹھ رہی تھی۔ زمانۂ طالب علمی میں ڈائیسکشن ہال میں مُردوں کی چیر پھاڑ تو میں دیکھ ہی چکا تھا مگر بلا مبالغہ اس منظر نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ کچھ لمحات تک تو میں سمجھ ہی نہ سکا کہ یہ کیا ہے۔

الخدمت فاؤنڈیشن پاکستان اور پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن (پیما) کا پانچ رکنی وفد ڈاکٹر محمد اقبال خان کی سربراہی میں ۱۳ جنوری ۲۰۰۵ء کو بنڈہ آچے انڈونیشیا، سونامی کے متاثرین کی امداد و بحالی کے کام میں تعاون کے لیے پہنچا۔ راقم اس وفد کا رکن تھا۔

آج بنڈہ آچے میں ہمارا تیسرا دن تھا اور ہم اُس علاقے کا دورہ کرنا چاہتے تھے جو سونامی طوفان کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ طوفان کو آئے ہوئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔ حدِ نگاہ تک تباہ شدہ مکانات، گاڑیوں اور کشتیوں کے ڈھیر جن کے ملبے تلے لاشیں دب چکی تھیں اور کہیں کہیں کٹے ہوئے انسانی اعضا بھی نظر آ جاتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کو دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی ہو، اور جو جس حال میں تھا وہیں موت سے ہمکنار ہو گیا۔

ہماری گاڑی آہستہ آہستہ اس ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں سے یہ قیامت خیز سمندری طوفان زمین پر چڑھ آیا تھا۔ ہمارے ساتھی نے ایک مکان کے پاس سے گزرتے

ہوئے اشارہ کیا۔ اس مکان کی دوسری منزل سے ایک کٹا ہوا انسانی بازو لٹک رہا تھا۔ یہ منظر اس پورے طوفان کی منظرکشی کے لیے کافی تھا۔ معلوم نہیں مرنے والا اپنے آخری لمحات میں جدوجہد کے کن مراحل سے گزرا ہوگا۔ اس طرح کے دہشت ناک مناظر قدم قدم پر نظر آرہے تھے۔

جب ہم ساحلِ سمندر پر پہنچے تو سمندر کے خاموش پانی سے بھی خوف سا محسوس ہوتا تھا۔ یہیں ساحل پر ایک خوب صورت مسجد بنی ہوئی تھی، جس کی چند جالیاں ٹوٹی ہوئی تھیں، لیکن عمارت جوں کی توں موجود تھی۔ مسجد کے اندر ریت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ اس مسجد کے امام نے واقعے کی تفصیلات سنائیں۔ ان کے کہنے کے مطابق طوفان والے روز وہ حسبِ معمول فجر کی نماز پڑھا کر تقریباً سات بجے تک مسجد میں موجود رہے۔ پھر وہ اپنی موٹرسائیکل پر شہر کی جانب چل پڑے اور کچھ دور جا کر ایک چھوٹے سے ہوٹل میں چائے پینے کے لیے رکے۔ اسی دوران زلزلے کے شدید جھٹکے آنے لگے۔ وہ فوراً موٹرسائیکل لے کر اپنے گھر کی خیریت معلوم کرنے کے لیے دوڑے۔ اسی وقت ان کو طوفان آنے کی اطلاع ملی تو وہ واپس اپنی مسجد کی طرف پلٹے، لیکن اس وقت تک پانی شہر کے مرکز میں واقع مسجد بیت الرحمٰن تک پہنچ چکا تھا۔ پانی تقریباً ساڑھے سات سو کلومیٹر کی رفتار سے تقریباً ۱۰ میٹر کی بلندی تک آیا اور زلزلے سے نیم تباہ شدہ مکانات اور دیگر تنصیبات کو ناقابلِ شناخت حد تک برباد کرگیا۔

مقامی لوگوں کے مطابق پانی کا زور مسجد بیت الرحمٰن کے سامنے آکر ٹوٹا جو ساحل سے سات کلومیٹر دور شہر کے وسط میں ہے۔ یہ مسجد انڈونیشیا کی اوّلین مساجد میں سے ہے اور اسے یہاں کے مقامی سلطان نے قبولِ اسلام کے بعد تعمیر کروایا تھا جس کے ساتھ ہی آچے کی ساری قوم نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔ آچے کو مکہ کا برآمدہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں اسلام سب سے پہلے پہنچا۔ اسلام کی جڑیں آچے میں انتہائی گہری ہیں اور یہاں کی مقامی حکومت نے اس صوبے میں شریعت نافذ کر رکھی ہے۔ یہ صوبہ تیل کی دولت سے مالا مال ہے لیکن اس سے پوری طرح استفادہ نہیں کیا جا رہا۔ بین الاقوامی طاقتیں اس دولت کو انڈونیشیا کے ہاتھ میں دے کر اسے مضبوط نہیں کرنا چاہتیں۔ ان کے نزدیک آچے کو الگ کرکے برونائی کی طرح ایک نرم و نازک سلطنت تو بنائی جاسکتی ہے لیکن انڈونیشیا کو آسٹریلیا کے مقابلے میں انتہائی کمزور رہنا چاہیے۔

بنڈہ آچے' آچے کا دارالحکومت ہے (بنڈہ کے معنی بندرگاہ کے ہیں)۔ یہ شہر سونامی سے بری طرح برباد ہوا ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ تباہی سماٹرا کے جنوبی ساحل پر موجود شہروں میں ہوئی ہے جہاں ملابونامی بڑا شہر تقریباً صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ہے لیکن وہاں اموات کم واقع ہوئی ہیں۔ ہمارے میزبان ڈاکٹر صائفہ کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقے کے لوگوں میں ان کے بزرگوں سے یہ روایت چلی آرہی تھی کہ جب اس قسم کا زلزلہ آئے تو فوراً پہاڑوں کی طرف بھاگو۔ زلزلہ آتے ہی لوگ اونچے مقامات کی طرف دوڑ پڑے اور کچھ دیر بعد سمندر نے ان کے شہر کو نگل لیا۔ سماٹرا کے جنوبی شہروں تک رسائی کا واحد ذریعہ ہیلی کاپٹر ہے کیونکہ سڑکیں اور بندرگاہیں تباہ ہوچکی ہیں۔ یہ علاقے مدد کے سب سے زیادہ محتاج ہیں' مگر تمام بین الاقوامی امداد بنڈہ آچے میں آکر ڈھیر ہورہی ہے اور بیش تر این جی اوز صرف تصویریں کھچوا کر اور اپنی انسانیت دوستی کا چرچا کر کے واپس جارہی ہیں۔ یہاں کے لوگ سفید فام قوموں کو پسند نہیں کرتے اور کسی بھی مسلمان ملک کی امداد پر انتہائی خوش ہوتے ہیں۔ پاکستان کا نام سن کر ان کے چہرے کھل اٹھتے تھے۔

ہماری ٹیم کے ڈاکٹروں نے مقامی ملٹری ہسپتال میں کئی پیچیدہ آپریشن کیے اور شدید بیمار بچوں کو بروقت طبی امداد پہنچائی۔ یہاں میں اُس مریض کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا' جس کی ٹانگ ہمارے ڈاکٹروں کی بروقت مداخلت سے بچالی گئی' وگرنہ آسٹریلیا کے ایک سرجن اس کو بے کار قرار دے کر کاٹنے کے درپے تھے۔ ہسپتال کے انچارج نے پاکستانی ڈاکٹروں کی تعریف کی۔ انھوں نے ہماری ٹیم کے ڈاکٹروں سے سیکھنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

جمعے کے روز ہم مسجدِ بیت الرحمٰن پہنچے' جو اس روز طوفان کے بعد پہلی دفعہ کھل رہی تھی۔ یہاں سے ۴۰۰ لاشیں برآمد کی گئی تھیں جو پانی میں تیر رہی تھیں۔ آج مسجد بالکل صاف ستھری اور بدبو سے پاک تھی البتہ مسجد کا مینار شکستہ حالت میں گزری ہوئی تباہی کا پتا دے رہا تھا۔ یہ مسجد اس شہر کا مرکز ہے اور مقامی لوگوں کی اسلام دوستی کا ثبوت یہ ہے کہ یہ مسجد سب سے پہلی عمارت تھی جو طوفان سے متاثر ہونے کے بعد بحال کی گئی۔ مسجد میں بے پناہ رش تھا۔ لوگ بہت جوش وخروش سے نماز پڑھنے آرہے تھے۔ امام صاحب نے اپنے خطبے میں گناہوں پر معافی مانگنے اور

اللہ کی طرف پلٹنے پر زور دیا۔

بنڈہ آچے میں دو روز ہم انڈونیشیا کی ریڈ کریسنٹ کے ہسپتال میں مقیم رہے۔ تیسرے روز ہم نے ایک مکان کرائے پر لے کر اس میں اپنا مستقل مرکز قائم کرلیا۔ آنے والے گروپوں کے لیے تو ہم نے اپنے تجربے کی بنیاد پر مناسب انتظامات کر لیے' مگر خود ہم انتہائی سخت حالات سے گزرے۔ سب سے بڑی مشکل خوراک کی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ ہم نے صرف پھل کھا کر گزارا کیا۔ کیونکہ اس کے علاوہ کھانے کی کوئی چیز شہر میں دستیاب نہ تھی۔ مقامی خوراک پاکستانی ذائقے سے بالکل مختلف تھی اور ایک نوالہ بھی حلق سے نہ اترتا تھا۔ دوسری مشکل آرام کی تھی۔ مچھر وافر تعداد میں موجود تھے۔ ایک خاص قسم کی چھپکلی جسے وہ لوگ 'کوکے' کہتے تھے (کیونکہ وہ کو اور کے کی آواز نکالتی تھی) رات کے پچھلے پہر انتہائی بلند آواز نکالنا شروع کر دیتی تھی۔

بنڈہ آچے کا سارا نظام تباہ ہو چکا ہے۔ ہماری موجودگی میں بھی دو مرتبہ زلزلے کے شدید جھٹکے آئے۔ ہر جگہ انڈونیشیا کے دوسرے علاقوں کے لوگ عارضی طور پر کام کر رہے ہیں جو مقامی حالات سے بھرپور واقفیت نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ بیشتر جگہوں پر غیر ملکی این جی اوز نے اپنا راج قائم کر رکھا ہے۔ آچے میں موجود علیحدگی پسند تحریک کی بنا پر تمام غیر ملکی این جی اوز کو مارچ کے وسط تک آچے سے نکل جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی غیر ملکی فوج کو آچے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ صرف ملائشیا کی فوج ہمارے جانے سے ایک روز پہلے ایک معاہدے کے تحت شہر میں داخل ہوئی اور نظام سنبھالنا شروع کر دیا۔ ملائشیا کو تعمیراتی میدان میں مہارت حاصل ہے۔ ہماری آچے میں موجودگی تک جو مشینری اور افرادی قوت شہر کی صفائی کا کام کر رہی تھی وہ ناکافی تھی۔

واپسی پر ہم جکارتا کے لیے روانہ ہوئے تو دن کا وقت تھا۔ ائرپورٹ پر تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ تقریباً دو گھنٹے قطار میں کھڑے رہنے کے بعد ہماری باری آئی۔ جہاز واپسی کے لیے اڑا تو نیچے حدِ نگاہ تک سبزہ نظر آرہا تھا۔ ساحلوں پر تباہی جہاز سے بھی دکھائی دے رہی تھی مگر ساحل سے ہٹ کر اندر کا علاقہ بہت خوب صورت تھا۔

جکارتا میں آخری دن انتہائی مصروف تھا۔ اس دن ہم نے بچی ہوئی نقد رقم سے ایک

بڑی ایمبولینس خریدی اور اسے انسانی کمیٹی برائے آچے (انڈونیشین ہیومینیٹیرین کمیٹی KKIA) کے حوالے کیا۔ اس کے علاوہ ہم نے تقریباً ۲۰ لاکھ روپے کی ادویات ان کے حوالے کیں۔ ڈاکٹر طوطی علویہ صدارتی امیدوار کی یونی ورسٹی میں یتیم خانے کا دورہ کیا۔ اس یتیم خانے میں ایک ہزار آچے سے تعلق رکھنے والے یتیم بچوں کی کفالت کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

'ہدایت عبدالواحد' یہاں کی جسٹس اینڈ ویلفیئر پارٹی کے لیڈر ہیں اور ہمارے ساتھ نظریاتی مطابقت رکھتے ہیں۔ آج کل وہ پارٹی صدارت چھوڑ کر پارلیمنٹ کے اسپیکر ہیں۔ انھوں نے ہمارا خیر مقدم کیا اور قاضی حسین احمد صاحب کے لیے سلام کہا۔

رات کو الوداع کہتے ہوئے ہمارے میزبان کی آنکھوں کے آنسو یہ پیغام دے رہے تھے کہ پاکستانیوں سے کہنا کہ ہم ایک ہی قوم ہیں اور ایک نہ ایک دن ہم یہ سرحدیں مٹا کر ضرور ایک ہو جائیں گے!

رہنمائی اس کتاب میں خُرّم مُراد کے وہ جوابات جمع کر دیے گئے ہیں جو ترجمان القرآن میں رسائل و مسائل کے عنوان سے شائع ہوتے رہے۔ دعوت، تزکیہ نفس، خواتین، معاش اور دیگر متفرق امور کے بارے میں آج کے دور میں پیش آنے والے 83 سوالات کے قرآن و سنت کی رہنمائی میں شافی جوابات۔
صفحات: 212
قیمت: 60 روپے

لمحات خُرّم مُراد کی زندگی کی کہانی خود ان کی اپنی زبانی
صفحات: 560
مجلد: 190 روپے پیپر بیک: 140 روپے

پاکستان حال اور مستقبل
صفحات: 148
قیمت مجلد -/90 روپے
قاضی حسین احمد کے دورانِ اسیری لکھے گئے مضامین
اعلیٰ کاغذ' خوبصورت اور دیدہ زیب

خُرّم مُراد: حیات و خدمات
صفحات: 494
قیمت مجلد: -/200 روپے، پیپر بیک: -/100 روپے
خُرّم مُراد کے بارے میں رفقا احباب اور اعزہ کی تحریروں کا گلدستہ
دیکھنے والوں کی گواہی

مزید تفصیلات کے لیے ہماری فہرست طلب کریں۔ نقد یا ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں۔

منشورات
منصورہ' ملتان روڈ' لاہور۔ 54570 فون: 042-543 4909 فیکس: 042-543 2194
کراچی: ڈیسنٹ بک پوائنٹ' A/57' بلاک 5' گلشن اقبال۔ فون: 021-496 7661
ای میل: manshurat@hotmail.com